Name: Mohd Asjad

Title: Urdu Novelon Mein Aurtat Ki Badalti Hui Shabeeh:Ek Tanqidi Mutalah

Supervisor: Dr. Sarwarul Huda

Department: Department of Urdu, Jamia Millia Islamia, New Dehli-110025

اردو میں صنف ناول مغربی اثرات کے تحت وجود میں آئی۔ ناول داستان کی ارتقائی شکل ہے۔ داستان کے جملہ عناصر کہانی، پلاٹ، کردار، مکالمہ وغیرہ ناول کی بھی خصوصیات میں شمار ہوتے ہیں۔ ناول اپنے عہد کی مکمل ترجمانی سے عبارت ہے۔ میں نے اپنے مقالے کے لیے جو موضوع منتخب کیا ہے وہ ''اردو ناولوں میں عورت کی بدلتی ہوئی شبیہ: ایک تنقیدی مطالعہ'' ہے۔

مقالہ کے ضمن میں جو موضوعات پیش نظر ہیں اس پر مختصر روشنی کچھ اس طرح ڈالی گئی ہے۔ عالمی سطح پر ہر عہد میں عورت کی سماجی حیثیت اور معاشرتی زندگی کی تشکیل و تعمیر میں جہاں مردوں کی خدمات کا اعتراف کیا گیا وہیں عورت کے تعمیری کردار کو نہ صرف مشکوک نظروں سے دیکھا گیا بلکہ اسے انتہائی پست درجے کی مخلوق میں شمار کیا گیا۔ دنیا کے مختلف ممالک میں اسے وہ عظمت اور مقام حاصل نہ ہوسکا جو مردوں کو ابتدائے آفرینش سے حاصل رہا تھا۔ یونان، مصر، بابل، عرب، ایران اور چین وغیرہ میں عورت کی کمتری اور پستی کی طویل داستان ابھر کر سامنے آتی ہے۔ تقریباً یہی صورت حال ویدک عہد سے پہلے ہندوستان میں بھی عورت کی تھی۔ لیکن ویدک عہد میں عورت کی حیثیت میں بہتری نظر آتی ہے۔ چوں کہ آریا عورت کے ساتھ نرمی اور حسن سلوک کے ساتھ پیش آتے تھے۔ ویدک عہد کے بعد آہستہ آہستہ عورتوں کی آزادی سمٹتی چلی گئی اور ان کے حقوق اور اختیارات پر پابندیاں لگائی جانے لگیں۔ عہد وسطیٰ میں بھی عورت کی سماجی حالت کچھ اچھی نہیں تھی۔

انیسویں صدی کے آتے آتے ہندوستان کی تاریخ نئی سمت کی طرف آئی۔ انگریزوں اور مشنریوں نے عورتوں کی ترقی اور فلاح و بہبود کے لیے کئی اہم کام کیے لڑکیوں کے لیے مکتب اور خواتین کے لیے امور خانہ داری کے ادارے قائم کیے۔ اس کے علاوہ سماجی مصلحین نے بھی عورتوں کی بے بسی سے متاثر ہو کر ان کی سماجی حیثیت کو بہتر بنانے کے لیے مختلف سماجی تحریکیں شروع کیں۔ راجہ رام موہن رائے نے ''برہمو سماج'' قائم کر کے عورتوں کی بھلائی کے لیے اہم اقدامات کیے۔ بیواؤں کے عقد ثانی، کمسنی کی شادی کی ممانعت اور تعلیم نسواں کو عام کرنے کی پر زور حمایت کی۔ رونرناتھ ٹیگور نے شاعری کے ذریعے عورت کی عظمت اور حرمت کو اجاگر کیا۔ سوامی دیانند نے سماجی برائیوں کو ختم کرنے کے لیے اہم رول ادا کرنے کے ساتھ ان کے لیے اسکول اور کالج کی بنیاد ڈالی۔

انیسویں صدی میں ہندستان میں مغربی علوم وفنون کو ترقی ہوئی، ادب میں معروضیت اور حقیقت پسندی کو اہمیت حاصل ہوئی۔ سرسید تحریک انہی عوامل کو سامنے رکھ کر پروان چڑھی۔ ناول کے ضمن میں اسی دور میں ابتدائی کوششوں کا سراغ ملتا ہے۔ بیشتر ادبا اور ناقدین کی رائے یہ ہے کہ ڈپٹی نذیر احمد کا ناول ''مراۃ العروس'' اردو کا پہلا ناول ہے۔ نذیر احمد کے ناولوں میں انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کے اوائل میں پروان چڑھنے والے مسلم متوسط طبقے کی معاشرت اور اس میں پیدا ہونے والے مسائل کی عکاسی کی گئی ہے۔

اسی دور میں رتن ناتھ سرشار کا ناول ''فسانۂ آزاد'' لکھنوی تہذیب و تمدن اور زبان و بیان کا نمونہ ہے۔ سرشار کے دیگر ناولوں کے برعکس اس ناول میں خاص نسوانی کردار اور ان کا لب ولہجہ اہم ہے۔ خاص طور پر ناول کی ہیروئن حسن آرا کی ذہانت، معاملہ فہمی، نکتہ سنجی، ذکاوت اور فہم وفراست کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس کی گفتگو میں ترقی یافتہ تصورات جھلکتے ہیں۔ ابتدائی دور کے ناول نگاروں میں ایک اہم نام عبدالحلیم شرر کا بھی ہے۔ انھوں نے تاریخی ناول نگاری کا آغاز ہی نہیں کیا بلکہ آنے والوں کے لیے راہ بھی متعین کر دی۔ شرر نے اپنے ناولوں میں بہت سے نسوانی کردار پیش کیے ہیں ان میں کچھ دلکش اور دیرپا اثر قائم کرنے والے کردار ہیں۔ شرر تہذیب وشائستگی کے ساتھ ساتھ ایک مثالی عورت میں شجاعت کا وہ جوہر بھی دیکھنا چاہتے ہیں جو اسلام کے ابتدائی دور میں عورتوں کا طرّہ امتیاز تھا۔ فردوس بریں اپنی فنی خوبیوں کی وجہ سے شرر کے بہترین ناولوں میں شما کیا جاتا ہے۔ رسوا کے ہاں زبان کو خاص اہمیت حاصل ہے۔

سلاست، سادگی، تہذیب، تمدن، شائستگی اور رکھ رکھاؤ نسائی اسلوب کی جان ہے۔ ان کے مشہور ناولوں میں شریف زادہ، ذات شریف، افشائے راز، اختری بیگم اور امراؤ جان ادا شامل ہیں۔ خاص طور پر امراؤ جان ادا میں لکھنوی تہذیب اور زبان کا خاص خیال رکھا ہے۔

پریم چند کے ناولوں میں شہری اور دیہاتی زندگی کے مسائل حقیقت پسندانہ انداز میں پیش کیے گئے ہیں۔ انہوں نے طبقہ نسواں کے حوالے سے بھی اپنے خیالات اور نقطۂ نظر کا اظہار کیا ہے۔ پریم چند کے ناولوں میں گئودان، نرملا غبن، بازار حسن، گوشہ عافیت، میدان عمل، چوگان ہستی، بیوہ اور جلوہ ایثار شامل ہیں۔ جن میں مختلف طبقات کے نسائی کردار اور ان کے لب و لہجے میں پریم چند نے اپنے نظریات اور تصورات پیش کیے ہیں۔ دھنیا، سمن، سلوا، اندو، سکھدا، کلیانی ان کے نمائندہ نسوانی کردار ہیں۔ ان کے ناولوں میں عورت ایثار و قربانی کا پیکر بن کر ابھرتی ہے۔ راشد الخیری کے ناول بھی اپنے عہد کی نسائی زندگی کے بھرپور ترجمان ہیں۔ انہوں نے ہندوستان میں عورت کی کسمپرسی کا دردمندانہ طریقے سے جائزہ لیا ہے۔ راشد الخیری نے اپنے ناولوں میں عورتوں کے لیے دستور العمل مرتب کر دیا ہے۔ قاضی عبدالغفار نے ناول ''لیلیٰ کے خطوط'' کی صورت میں ایک نئی تکنیک استعمال کی۔ جس میں لیلیٰ کی شکل میں معاشرے کی ٹھکرائی ہوئی عورت کے آنسو ہیں۔ معاشرے کے نام نہاد مصلحین قوم اور رہنماؤں پر سخت لہجے میں طنز کیا گیا ہے۔

۱۹۳۵ کے بعد ترقی پسند تحریک نے اردو ادب کی ہر صنف کو وسیع طور پر متاثر کیا۔ اس تحریک نے ادب کے تمام تصورات کو بڑی حد تک بدل دیا۔ ترقی پسند تحریک میں وہ تمام ادیب و فنکار شریک تھے جو سامراجی نظام، دقیانوسی جاگیرداری، مذہبی تنگ نظری اور سماجی استبداد کو نیست و نابود کرنے کے متمنی تھے۔ ان میں اشتراکی انتہا پسند بھی تھے، فرائڈ کے پیرو بھی، وجودی بھی اور عدم تشدد کے فلسفے کے داعی بھی۔ لیکن آزادی کی جدوجہد میں ان کا محاذ ایک تھا۔ اس تحریک نے زندگی کی تمام تر تلخ و ترش حقیقتوں کو پیش کرنے کی کوشش کی۔

خواتین نے جب ناول لکھنے کا آغاز کیا تو ان کے سامنے اردو کے پہلے ناول نگار نذیر احمد کا اصلاحی ناول ''مراۃ العروس'' تھا جو طبقۂ نسواں کے لیے لکھا گیا تھا۔ شروع میں ہندوستانی معاشرے میں خواتین کے لیے ناول اور افسانے لکھنا کسی حد تک معیوب سمجھا جاتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ خواتین ادیب فرضی ناموں سے لکھا کرتی تھیں۔ خواتین ناول نگاروں نے اپنی خانگی زندگی سے لے کر باہر کی دنیا تک نہ صرف معاشرتی زندگی کے مسائل کو اپنے ناولوں میں جگہ دی بلکہ گھریلو عورتوں کے مختلف مسائل اور چہار دیواری کے اندر پیش آنے والے بہت سے مسائل کی عکاسی کی۔ خاص طور سے ایسے پہلوؤں اور خانگی زندگی کے پوشیدہ مسائل پر سنجیدگی سے غور کیا جن پر مرد ادیبوں کی نظریں مشکل سے ہی پہنچ پائی تھیں۔ ان خواتین میں اکبری بیگم، طیبہ بیگم صغرا ہمایوں مرزا، نذر سجاد حیدر، حجاب امتیاز علی اور عصمت چغتائی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ ان خواتین ناول نگاروں نے تعلیم کی پرزور حمایت کی اور سماج کی مختلف برائیوں کی نشاندہی بھی کی۔

مقالے کو پانچ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلا باب ''قدیم تہذیبوں میں عورت کی بدلتی ہوئی شبیہ'' ہے۔ اس میں دو ضمنی ابواب ہیں (الف) عالمی سماج میں عورت ہے۔ اس میں سب سے پہلے انسانی تاریخ کے تمدنی دور میں عورت کی اہمیت، عالمی سماج میں عورت اور مختلف عہد کے مفکرین کے خیالات کو جگہ دی گئی ہے۔ (ب) پہلے باب کے دوسرے حصے میں ہندوستان کی تمدنی تاریخ کے ابتدائی دور سے جدید عہد تک عورتوں کے حالات کو پیش کیا گیا ہے۔ دوسرا باب ''ابتدائی دور کے ناولوں میں عورت کی شبیہ'' ہے۔ جس میں ڈپٹی نذیر احمد، رتن ناتھ سرشار، عبدالحلیم شرر اور مرزا ہادی رسوا کے ناولوں کے نسوانی کرداروں کی پیش کش پر تفصیلی طور پر جائزہ لیا گیا ہے۔ تیسرا باب ''پریم چند اور ان کے معاصرین کے ناولوں میں عورت کی شبیہ'' ہے۔ اس باب میں بھی دو ضمنی ابواب ہیں۔ (الف) ''پریم چند کے ناولوں میں نسوانی کردار'' (ب) ''پریم چند کے معاصرین کے ناولوں میں نسوانی کردار''۔

چوتھا باب ''ترقی پسند تحریک کے زیر اثر لکھے گئے ناولوں میں عورت کی شبیہ'' ہے۔ اس میں نمائندہ ترقی پسند ناول نگاروں کے ناولوں کے نسوانی کرداروں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ جب کہ پانچواں باب ''خواتین ناول نگاروں کے ناولوں میں عورت کی شبیہ'' سے متعلق ہے۔ جس میں خواتین ناول نگاروں میں صف اول کی خاتون ناول نگاروں کے نمائندہ ناولوں اور ان کے نمائندہ نسوانی کرداروں کا مطالعہ کیا گیا ہے۔ آخر میں حاصل مطالعہ کے تحت مجموعی طور پر نتائج اخذ کیے گئے ہیں۔ اور ان کتابوں کی فہرست بھی پیش کی گئی ہے جن سے استفادہ کیا گیا ہے۔